۱۰

گھڑی

آصف فرّخی

پہلی بات

ان تصویروں میں تین مختلف جگہوں پر سورج دیکھ کر آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ

۱۔ دائیں طرف کا سورج کس سمت کا اشارہ دے رہا ہے

۲۔ درمیانی تصویر کے سورج سے کس وقت کا پتا چلتا ہے

۳۔ بائیں طرف کا سورج کس سمت کا اشارہ دے رہا ہے

یہ تصویریں بتاتی ہیں کہ پرانے وقتوں میں دن کے وقت کا تعین کیسے کیا جاتا تھا۔ اسی طرح رات کا وقت معلوم کرنے کے لیے ستاروں کی چال کا سہارا لیا جاتا تھا۔

وقت کو ناپنے کے لیے ہم گھڑی کا استعمال کرتے ہیں۔ ایک زمانے میں گھڑیاں جیب میں رکھی جاتی تھیں۔ اب موبائل فون میں گھڑی آجانے کی وجہ سے لوگ ہاتھ گھڑیوں کا استعمال بھی کم کرنے لگے ہیں۔ بس موبائل فون میں وقت دیکھ لیتے ہیں۔ اگر کچھ لوگ ایسی جگہ پہنچ جائیں جہاں کسی کے پاس وقت دیکھنے کا آلہ نہ ہو تو وہاں وقت کیسے معلوم کیا جائے گا؟ ایسے کئی سوالات کے جواب آصف فرخی کے اس مضمون میں تفصیل سے دیے گئے ہیں۔

اس سبق میں مصنف نے مختلف زمانوں میں بننے والی گھڑیوں کی کہانی بڑے دلچسپ انداز میں سنائی ہے۔ اِسے غور سے پڑھنے پر آپ کو اندازہ ہوگا کہ وقت کا حساب رکھنے کے لیے گھڑی کتنی ضروری ہے۔

جان پہچان

آصف فرخی ۱۶؍ستمبر ۱۹۵۹ء کو کراچی میں نامور اَدیب ڈاکٹر اسلم فرخی کے گھر پیدا ہوئے۔ آصف فرخی پیشے سے ڈاکٹر اور موجودہ دَور کے ممتاز ادیب تھے۔ انھوں نے بہت سے مضامین اور کہانیاں لکھی ہیں۔ ’چیزیں اور لوگ، شہر بیتی، اسمِ اعظم کی تلاش میں، عالمِ ایجاد‘ ان کی مشہور کتابیں ہیں۔ یکم جون ۲۰۲۰ء کو کراچی میں ان کا انتقال ہو گیا۔

ایک وقت ایسا تھا کہ انسان صرف شکار اور پناہ گاہوں کی تلاش میں رہا کرتا تھا۔ اتنا شکار کرتا کہ پیٹ بھر جائے اور ایسی جگہ رہتا جہاں حفاظت سے رات گزاری جاسکے۔ لیکن جب وہ ایک مقام پر بس گیا اور اس نے کام کاج شروع کر دیا تو وقت کی پیمائش ضرورری ہوگئی۔ وقت، رات اور دن میں تو تقسیم تھا ہی، اب دن کو پہروں اور گھنٹوں میں تقسیم کرنے کی ضرورت پڑ گئی۔

وقت کا سب سے بڑا پیمانہ تو سوُرج تھا۔ دن ڈھلنے اور وقت گزرنے کا حساب اس بات سے رکھا جاتا تھا کہ سورج کہاں پر ہے۔ وقت کو ناپنے کے لیے پہلی گھڑی بھی سورج کے لحاظ سے بنائی گئی۔ یہ دھوُپ گھڑی، گھنٹوں کا حساب رکھتی تھی اور سائے کے لحاظ سے وقت بتاتی تھی۔ گھٹتے بڑھتے سائے کے حساب سے وقت بتانے والی دھوُپ گھڑی کے ساتھ مشکل یہ تھی کہ رات کے وقت یہ بے کار ہو جاتی تھی۔ جن دنوں بادلوں کی وجہ سے سورج نہ دِکھائی دیتا تو دھوُپ گھڑی بھی رک جاتی اس لیے لوگوں نے وقت کی پیمائش کے دوسرے طریقے ڈھونڈنا شروع کر دیے۔

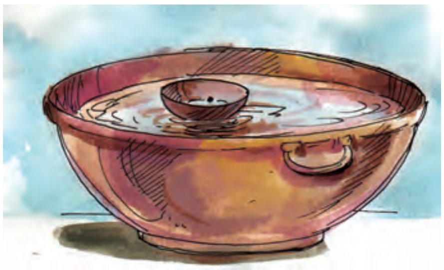

قدیم یونان اور روم میں آبی گھڑی بہت مقبول تھی۔ یہ گھڑی کیا تھی، ایک برتن تھا۔ پانی کی ناند بھر کر اس میں ایک ایسا کٹورا رکھ دیتے جس کی پیندی میں ایک بہت چھوٹا سوراخ ہوتا تھا۔ پانی اس سوراخ سے آہستہ آہستہ کٹورے میں چڑھتا رہتا۔ جب کٹورا بھر کر ڈوب جاتا تو لوگ سمجھ لیتے کہ ایک گھنٹا پورا ہو گیا ہے۔

اس کے بعد شمع گھڑی کا رواج ہوا۔ یہ موم بتّی تھی جس پر مخصوص فاصلے پر نشانات لگے ہوتے تھے۔ ایک نشان سے دوسرے نشان تک شمع کے پگھلنے کا مطلب تھا کہ ایک گھنٹا گزر گیا یعنی موم بتّی کا جلنا اور پگھلنا وقت کے گزرنے کو ظاہر کرتا تھا۔

اس سے زیادہ سستا اور قابلِ اعتماد ذریعہ ریت گھڑی تھی۔ یہ گھڑی شیشے کی ایک نلکی تھی جو درمیان سے اتنی پتلی ہوتی کہ دو حصوں میں بٹی ہوئی نظر آتی۔ اوپر کے حصّے میں ریت بھری ہوتی تھی جو نیچے گرتی رہتی۔ اوپری حصّے کے بالکل خالی ہو کر نچلے حصّے کے بھر جانے میں پورا گھنٹا لگتا تھا۔ جب گھنٹا پورا ہو جاتا، اوپر کی تمام ریت نیچے پہنچ جاتی تو ریت گھڑی کو اُلٹا کر لیا جاتا اور ریت کا گرنا دوبارہ شروع ہو جاتا۔ ریت گھڑی کا رواج اس وقت کم ہوا جب کل پرزوں کی بنی ہوئی گھڑیاں عام ہو گئیں۔

ایسی گھڑیوں کے عام ہونے میں بہت وقت لگا اور ایک عرصے تک انھیں عجوبہ سمجھا جاتا رہا۔ خلیفہ ہارون رشید نے فرانس کے بادشاہ شارلیمین کو تحفے میں بہت خوب صورت گھڑی بھیجی تو اس کا سارا دربار گھڑی کو دیکھ کر ششدر رہ گیا۔

یورپ میں کل پرزوں کی گھڑی بارہویں صدی میں نمودار ہوئی۔ لوہاروں کی بنائی ہوئی یہ گھڑی کچھ ایسی ٹھیک نہیں تھی مگر اس سے تھوڑا بہت کام لیا جانے لگا۔ ۱۳۰۶ء میں اٹلی کے شہر مِلان میں پہلی مرتبہ گھنٹے کی ٹن ٹن سنائی دی تو اسے بڑا اہم واقعہ سمجھا گیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اب محض سن کر لوگ یہ بتا سکتے ہیں کہ کیا وقت ہوا ہے۔

جلد ہی عوام کی سہولت کے لیے شہروں کے اہم مقامات پر بڑے بڑے گھنٹا گھر تعمیر کیے گئے۔ بعض شہروں میں جو گھنٹا گھر بنائے گئے وہ فنِ تعمیر اور ماہرانہ کاریگری کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ ہر گھنٹے پر سپاہیوں کی قطار یا تاریخی ہستیوں کی شبیہ نکل کر بتاتی کہ گھنٹا پورا ہو گیا ہے۔ لوگ انھیں دیکھتے اور وقت کا اندازہ لگا لیتے۔ لوگ اب بھی دور دور سے آ کر ان گھنٹا گھروں کو دیکھتے ہیں۔ یہ معلوم کرنے کے لیے نہیں کہ اب کیا وقت ہوا ہے بلکہ ایک گزرے ہوئے زمانے کے آثار کے طور پر۔

لوہاروں نے ابتدا میں جو گھڑیاں بنائی تھیں وہ بڑی اور بھاری تھیں اور پہیوں کے گرد گھومنے والے وزن سے چلتی تھیں۔ ان کو بہتر بنانے کے لیے کام ہوتا رہا۔ بھاری وزن کے لیے اسپرنگ استعمال ہوا تو گھڑی کا چھوٹا کرنا ممکن ہو گیا۔ پنڈولم لگائے گئے تو گھڑی کی رفتار بہتر ہو گئی اور منٹ بتانے والی چھوٹی سوئی کے اضافے سے اب گھڑیاں گھنٹوں کا حساب رکھنے کی بجائے منٹ منٹ کا حساب رکھنے لگیں۔

گھنٹوں کی بجائے چھوٹی گھڑیاں بننے لگیں اور ان کا سنبھالنا آسان ہو گیا تو ان کا استعمال بھی بڑھ گیا۔ اب ہر شخص چاہتا تھا کہ اس کے گھر کی دیوار پر ایک گھڑی ضرور لٹک رہی ہو۔ اس طرح گھڑی سازی اہم پیشہ بن گیا۔

پہلی باقاعدہ گھڑی جرمنی کے ایک قفل ساز نے ۱۵۰۰ء کے لگ بھگ بنائی۔ یہ گھڑی کالر کی بیضوی شکل کی تھی اور گلے میں ہار کی طرح پہنی جاتی تھی یا کالر کے گرد لٹکائی جاتی تھی۔ اس گھڑی نے جلد ہی ایک زیور کی صورت اختیار کر لی۔ مشہور و معروف سُنار اور دست کار ان گھڑیوں کو طرح طرح کے نمونوں میں بناتے اور سونے چاندی کے کام پر جواہر جڑتے۔ یہ گھڑی کیا تھی فن پارہ تھی اور ایسی گھڑی کا مالک ہونا بڑی بات تھی۔ جن لوگوں کی طبیعت میں دِکھاوا ہوتا، وہ ایک ہی وقت میں کئی گھڑیاں پہنتے۔ گھڑیاں الگ الگ شکلوں کی ہوتی ہوں گی مگر ان سب میں وقت ایک ہی ہوتا۔

ایک گھڑی بنانے کے لیے ایک ماہر اور ہنرمند کاریگر کو بہت وقت درکار ہوتا تھا۔ صنعتی ترقّی کی بدولت یہ ممکن ہوا کہ اتنی قیمت کی گھڑیاں بننے لگیں کہ ایک عام آدمی کی دسترس میں ہوں۔ گھڑی زیور کی بجائے ضرورت کی چیز بن گئی مگر پھر بھی گھڑی بہت قیمتی ملکیت سمجھی جاتی تھی۔ سونے کی زنجیر سے لٹکی ہوئی، ڈبیا کی طرح کھلنے والی اور چابی سے چلنے والی جیبی گھڑیاں اب سے تھوڑے عرصے پہلے تک اعلیٰ لباس کا حصہ سمجھی جاتی تھیں۔

اب گھڑیاں جیبوں سے نکل کر کلائی پر آ گئی ہیں یعنی اب وقت ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ وقت کیا ہاتھ آیا، طرح طرح کی گھڑیاں سامنے آ گئیں۔ بغیر چابی کے چلنے والی، اندھیرے میں چمکنے والی، پانی سے خراب نہ ہونے والی اور چوٹ سہار جانے والی گھڑیاں اب عام ہیں۔ آج کی گھڑیاں دیکھنے میں سبک بھی نظر آتی ہیں اور وقت کی پیمائش میں اتنی حسّاس ہیں کہ سیکنڈ کے حصّے کا بھی حساب رکھتی ہیں۔

دھوپ گھڑی سے کلائی گھڑی تک آنے میں بہت وقت لگا ہے۔

معنی و اشارات

پیمائش	ناپ	شبیہ	صورت، شکل
مقبول	پسندیدہ	پنڈولم	رقاص
ناند	کنگال، پانی رکھنے کا بڑا برتن	دست کار	ہنرمند
اعتماد	بھروسا	فن پارہ	ہنر کا عمدہ نمونہ
ششدر رہ جانا	حیران رہ جانا	دسترس	پہنچ

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے:

ا۔ پرانے زمانے میں وقت کا اہم پیمانہ کیا تھا؟

۲۔ مصنّف کس پیشے سے تعلق رکھتے ہیں؟

۳۔ دھوپ گھڑی کب بیکار ہو جاتی تھی؟

۴۔ قدیم یونان اور روم میں کون سی گھڑی بہت مقبول تھی؟

۵۔ ایک نشان سے دوسرے نشان تک شمع کے پگھلنے کا کیا مطلب تھا؟

۶۔ ریت گھڑی کو کب اُلٹا کرتے تھے؟

۷۔ ریت گھڑی کا رواج کب کم ہوا؟

۸۔ خلیفہ ہارون رشید نے خوب صورت گھڑی کس کو بھیجی تھی؟

۹۔ یورپ میں کل پرزوں کی گھڑی کب نمودار ہوئی؟

۱۰۔ لوہاروں کی بنائی ہوئی گھڑیاں کیسی تھیں؟

۱۱۔ اہم مقامات پر گھنٹا گھر کیوں تعمیر کیے جاتے تھے؟

مختصر جواب لکھیے:

۱۔ لوگ اب بھی دور دور سے آ کر اِن گھنٹا گھروں کو کیوں دیکھتے ہیں؟

۲۔ مصنّف نے چھوٹی گھڑیوں کی کیا خوبیاں بتائی ہیں؟

۳۔ مصنّف نے یہ کیوں کہا ہے کہ ”وقت کیا ہاتھ آیا، طرح طرح کی گھڑیاں سامنے آ گئیں“؟

۴۔ آج کل کون کون سی گھڑیاں بازار میں دستیاب ہیں؟

ترتیب دیجیے

سبق کے درج ذیل الفاظ کی مدد سے صحیح جملے بنائیے:

۱۔ تھا سورج تو پیمانہ سے بڑا وقت کا سب۔

۲۔ ہوا رواج کا گھڑی بعد شمع اس کے

۳۔ ہاتھ وقت کیا طرح کی طرح آیا سامنے گھڑیاں آ گئیں۔

زورِ قلم

۱۔ ریت گھڑی کی ساخت اور طریقۂ کار کے بارے میں لکھیے۔

۲۔ پرانے زمانے میں وقت معلوم کرنے کے لیے کون سے طریقے اختیار کیے جاتے تھے؟ دس سطروں میں لکھیے۔

بات سے بات چلے

اپنے گروہ میں وقت کی اہمیت پر بات چیت کیجیے۔

سرگرمی/منصوبہ :

۱۔ دھوپ گھڑی، آبی گھڑی، شمع گھڑی اور ریت گھڑی کی تصویریں حاصل کرکے اپنی بیاض میں چسپاں کیجیے۔

۲۔ انگلینڈ کی گھڑی 'بگ بین' بہت مشہور ہے۔ اس کے بارے میں اپنے استاد/سرپرست سے معلومات حاصل کیجیے۔

آیئے، زبان سیکھیں

اسمِ کیفیت :

● ان جملوں میں خط کشیدہ لفظوں پر توجہ دیجیے :

۱۔ وہ بیتابی سے اِدھر اُدھر دوڑ رہے تھے۔

۲۔ مریض کمزوری محسوس کر رہا تھا۔

۳۔ لڑکا بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔

۴۔ پہرے دار خوشی سے پھولا نہ سمایا۔

۵۔ وہ بڑی بہادری سے لڑے۔

آپ پڑھ چکے ہیں کہ کسی چیز، شخص یا جگہ کے نام کو 'اسم' کہتے ہیں۔ اوپر دیے گئے تمام خط کشیدہ الفاظ بھی اسم ہیں مگر یہ چیزوں اور اشخاص وغیرہ کے نام نہیں ہیں۔ ان اسموں کی حالت کو ہم صرف اپنے ذہن سے سمجھ سکتے ہیں یا محسوس کرسکتے ہیں۔ اس لیے انھیں 'اسمِ کیفیت' کہا جاتا ہے۔ اوپر کے ایک جملے : 'وہ بیتابی سے اِدھر اُدھر دوڑ رہے تھے۔' میں لفظ بیتابی سے دوڑنے والے کی حالت یا کیفیت کا پتا چلتا ہے۔ دوڑنے والے کے چہرے اور ہاتھ پاؤں کی حرکات سے ہم اس کی حالت جان لیتے ہیں۔

● بتایئے کہ ان جملوں میں کون سے الفاظ اسمِ کیفیت ہیں۔

۱۔ دھوپ گھڑی کے ساتھ مشکل یہ تھی کہ رات کے وقت یہ بیکار ہوجاتی۔

۲۔ دھوپ گھڑی گھنٹوں کا حساب رکھتی تھی۔

۳۔ عوام کی سہولت کے لیے گھنٹا گھر تعمیر کیے گئے۔

۴۔ لوگ انھیں دیکھتے اور وقت کا اندازہ لگا لیتے۔

● ذیل کے الفاظ میں اسمِ کیفیت تلاش کرکے لکھیے :

بیمار، تیار، پریشانی، برائی، فوج، ہنسی، بڑائی، مجرم، پہرے دار، وفاداری، چوری چھپے